تحفظ حقوق نسواں بل

مولانا قاری سعید الرحمن
مہتمم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی

آج کل مغربی اور لادینی ذہن عورتوں کے حقوق کے سلسلے میں زبردست پروپیگنڈہ کر رہا ہے، جس سے یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ اسلام نے عورتوں کے حقوق کو غصب کیا ہوا ہے اور مغرب نے ان کو مکمل حقوق دیئے ہیں۔ یہ پروپیگنڈہ بھی کیا جا رہا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو گھر کی چار دیواری میں مقید کر کے ہر طرح کی آزادی سے محروم کر دیا ہے۔ اسلام سے قبل عورت کی مظلومیت ایک تاریخی حقیقت ہے۔ بچیوں کو زندہ درگور کرنا دور جاہلیت کا ایک ظالمانہ کردار تھا۔ جس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے ترجمہ: ''اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا'' اسلام نے سب سے پہلے اس کے خلاف صرف صدائے احتجاج ہی بلند نہیں کی، بلکہ اس رسم کو مٹا کر عورتوں اور بچیوں کو ایک باعزت مقام عطا فرمایا۔

تہذیب مغرب نے عورت کو ضلالت اور گمراہی کے گڑھے میں پھینکا ہوا ہے۔ موجودہ ماڈرن عورت کی یہ انتہائی ناعاقبت اندیشی ہے کہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک پر اس کی نظر لگی ہوئی ہے جو دراصل اس کی بے عزتی ہے۔ مغربی تہذیب نے گھٹیا کام عورت کے سپرد کر دیئے ہیں۔ وہاں ریستوران میں مرد ویٹر شاذ و نادر نظر آئے گا۔ بڑے ہوٹلوں میں مسافروں کا کمرہ صاف کرنے، بستروں کی چادر بدلنے اور روزمرہ کی خدمات عورت کے سپرد کر دی گئی ہیں۔ پھر ناچ گانا اور رقص و سرود، اس کی اضافی ڈیوٹیوں میں شامل ہے۔

مغرب کا عجیب فلسفہ ہے کہ اگر عورت اسلامی تعلیم کے مطابق گھر میں ماں باپ، شوہر، بھائی بہن اور اولاد کے لیے خانہ داری کا کام کرے، کھانے پکائے اور گھر کے دیگر انتظام کو سنبھالے تو آزادئ نسواں کے علمبرداروں کے نزدیک یہ قید و ذلت ہے اور اس کے حقوق پر ڈاکہ ہے، لیکن اگر وہی عورت ہوٹلوں میں غیر مردوں کے لیے کھانا پکائے مسافروں کی میزبانی کرے، یا ٹیلیفون آپریٹر کے طور پر ہوٹلوں میں یا کسی دفتر میں کام کرے تو یہ آزادی ہے۔

چند سال قبل امریکی ریاست پنسلوانیا میں ایک مدرسہ کے افتتاح کے سلسلے میں جانا ہوا، واپسی پر نیویارک ایئرپورٹ سے سان فرانسسکو کے لیے صبح سویرے جہاز پکڑنا تھا، نیویارک میں خوب برف باری ہو رہی تھی۔ مسافر جہاز میں سوار ہو گئے تھے، جہاز کی روانگی میں تاخیر ہو رہی تھی۔ معلوم ہوا کہ جہاز کے پروں پر برف جمی ہوئی ہے اس کے

ماف ہوجانے پر جہاز روانہ ہوگا۔تھوڑی دیر میں ایک دیوہیکل گاڑی آئی اور جہاز کے پروں پر سے برف ہٹانے کے لیے کیمیکل قسم کی چیز کا چھڑکاؤ کیا جانے لگا۔ میں نے دیکھا کہ اس سخت برف باری میں یہ دیوہیکل گاڑی چلانے اور پروں کو صاف کرنے کا کام ایک بے چاری عورت کررہی تھی۔اپنے ساتھ ہم سفر ساتھیوں سے میں نے کہا کہ یہ عورت بے ری بھی خوش ہوگی کہ مجھے ہر قسم کی آزادی حاصل ہے۔کیا اسلام عورت پر اس قسم کے مظالم برداشت کرنے کے لیے تیار ہے ہ مرد آرام سے بیٹھے رہیں اور عورت یہ مشکل کام کرتی رہے۔حقوق نسواں کے علمبردار، معاشرہ میں بے حیائی پھیلانے کے لیے یہ سب کچھ کررہے ہیں، یہ کھوکھلے نعرے ہیں۔مغرب میں کتنی عورتیں صدر، وزیراعظم، چیف جسٹس اور کسی بڑے انتظامی ہدے پر فائز رہیں، یا اب ہیں۔یہ الگ بات ہے کہ ہم نے مغربی ایجنڈے کے مطابق مختلف اداروں میں 33 فیصد عورتوں کو داخل کیا جب کہ آقاؤں نے بھی اسی تناسب سے جمہوری اداروں میں عورتوں کو دخیل نہیں بنایا۔اسے کہتے ہیں شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار۔

مغربی تہذیب کی پوری کوشش ہے کہ ایسے اقدامات کیے جائیں کہ مرد وزن کا آزادانہ اختلاط ہو۔حیا اور حجاب، عصمت وعفت نام کی چیز باقی نہ رہے۔چند سال قبل فرانس کے میڈیکل بورڈ کا یہ اعلان اخبارات ورسائل میں شائع ہوا کہ اہل فرانس کو فخر ہے کہ اس کی گود میں ایک بھی باعصمت عورت نہیں ہے۔تف ہے ایسی آزادی اور ترقی پر!! یہ مغرب ہم کو کہتا ہے کہ وہ عورت پر ظلم کررہا ہے اور ترقی میں رکاوٹ ہے۔ان کے نزدیک بے حیا معاشرہ ہی ترقی کی ضمانت ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ بیسویں صدی میں مغرب اور امریکا نے عورت کو اخلاقی طور پر دیوالیہ کردیا ہے۔یہودی ابی نے منصوبہ بندی کر کے تحریک آزادئ نسواں کے نام سے انجمنیں قائم کیں اور اس مقصد کے لیے مختلف ممالک میں کانفرنسیں منعقد کیں۔1975ء میں میکسیکو میں، 1980ء میں ڈنمارک میں 1985ء نیروبی میں، 1994ء قاہرہ میں اور 1999ء میں چین میں ان مقاصد کے لیے کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔سب کا مقصد یہ تھا کہ عورت طوائف بن جائے۔ مئی 2000ء میں اقوام متحدہ کے تحت 25000 ہزار N-G-O's کی کانفرنس ہوئی جس میں یہ مسائل زیر غور آئے۔

(1) خواتین کے تولیدی عمل کا معاوضہ۔(2) طوائف کے لیے جنسی ورکرز کی اصطلاح۔(3) خواتین کا گھریلو کام سے انکار۔(4) ازدواجی عصمت دری، اخلاقی جرم۔(5) خواتین کو وراثت میں برابری کا حق۔(6) عورتوں کو شوہروں سے بچایا جائے۔(7) اسقاط حمل عورت کا حق ہے۔(8) ہم جنس پرستی اور زناکاری کی مکمل آزادی ہو۔(9) ہم جنس پرستی کو جرم قرار دینے والے قوانین پر نظر ثانی۔

مزید ظلم یہ کہ یونیسیف کی طرف سے 1997ء سے پاکستان، بنگلہ دیش، بھارت اور نیپال کو...... Sex free zone یعنی جنسی آزادی والا علاقہ بنانے کا منصوبہ بنایا گیا اور اس مہم کے لیے اشاعتی اداروں سے وابستہ افراد کی

خدمات حاصل کی گئیں۔ہم جس قدر مغرب کے دباؤ میں آتے رہیں گے وہ ہماری معاشرت، تہذیب، کلچر سب کو مٹانے کے پیچھے لگے رہیں گے۔ جب ہم ان کے معاشرتی اور تہذیبی تصورات میں دخل نہیں دیتے تو آخران کو کس نے اجازت دی کہ ہمارے پاکیزہ معاشرے کو تہس نہس کر کے ایک بے باک اور فحاشی پر مشتمل مغربی معاشرہ استوار کریں۔ طالبان کے زمانہ حکومت میں افغانستان میں جب وہاں کی عورتوں کی معاشرت اور پردے کے بارے میں امریکی ومغربی ذرائع ابلاغ نے بے پناہ پروپیگنڈہ شروع کیا تو طالبان کے ایک وزیر سے جب اس بارے میں استفسار کیا گیا، تو اس نے جواب دیا: ''عورتیں ہماری ہیں اور پریشانی امریکا ومغرب کو کیوں ہے؟ ہم نے کبھی ان کی عورتوں کے بارے میں کہا ہے کہ وہ ننگی کیوں پھرتی ہیں؟ ہمیں اپنی تہذیب اور مذہب پر چلنے دیں۔''

اس پس منظر میں حدود آرڈیننس کے خلاف کچھ عرصے سے ایک زبردست مہم چلائی گئی۔ کچھ ذرائع ابلاغ نے حدود اللہ اور اسلامی قوانین کو بازیچۂ اطفال بنا کر تمسخر واستہزاد کا پہلو اختیار کیا۔ حکومتی اداروں اور ذرائع ابلاغ نے کچھ ایسا تاثر دینے کی کوشش کی کہ پاکستان کے سب مسائل حل ہو گئے، مہنگائی ختم ہوگئی، چوریاں ڈاکے ناپید ہو گئے، عدالتوں میں انصاف بالکل سستا ملنے لگا، اغوا برائے تاوان، قتل وغارت گری سب جرائم کی بیخ کنی کر دی گئی ہے۔ بس معاشرے میں صرف ایک حدود آرڈیننس ایسا رہ گیا ہے کہ اس کی قطع وبرید کر دی جائے تو ہمارے ملک میں ایک مثالی معاشرہ قائم ہو جائے گا اور عورتوں پر مظالم کا سدباب ہو جائے گا کہ صنف نازک صرف حدود اللہ کی وجہ سے ہی نعوذ باللہ مصائب کا شکار ہے۔ چنانچہ پہلے صدارتی آرڈیننس کے ذریعے ہزاروں عورتوں کو جیل سے نکالا گیا۔ اس کے لیے کوئی قانونی اصول طے کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ یہ آرڈیننس پر عدم اعتماد کا اظہار تھا، جن جرائم میں عورتوں کو جیلوں سے باہر کیا گیا، انہی جرائم میں مردوں کو بھی رہا کرنا چاہیے تھا۔ یہ تفریق کس بنا پر ہے؟ قرآن نے جرائم میں مرد وعورت دونوں کا ذکر کیا ہے۔ زنا اور سرقہ کے حدود میں دونوں کا ذکر قرآن کریم میں ہے، بلکہ زنا میں تو پہلے ذکر عورت کا ہے، یہ سب کچھ تمہید تھی، اس اصل مقصد کی طرف جو تحفظ حقوقِ نسواں بل کے نام سے وجود میں آیا ہے۔ حدود آرڈیننس کا نام بدل کر کشش پیدا کرنے کے لیے بل کا یہ نام تجویز کیا گیا ہے کہ امریکا ومغرب بھی خوش ہو جائے اور دہریت زدہ اور آزاد منش عورتیں اس کے حق میں زبردست پروپیگنڈہ کر سکیں۔ کئی ہفتے اس آرڈیننس پر بحث ومباحثہ کے دوران یہ بات تو پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ اس بل کا مقصد معاشرے میں آوارگی، فحاشی، بے حیائی اور زنا کاری کو فروغ دینا ہے۔ حدود آرڈیننس میں ان چیزوں پر قدغن لگی ہوئی تھی۔ زنا بالرضا کے جواز اور اس سے معاشرے میں پھیلنے والی خرابیاں اس آرڈیننس کا خاص حصہ ہیں۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ مجلس عمل نے اس بل کی مخالفت میں مضبوط مؤقف اختیار کر کے حدود اللہ کو بلڈوز کرنے کے حکومتی اقدامات پر بریک لگائی ہے۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ خود برسرِ اقتدار طبقے کے کچھ

ممبران بھی اس مسئلے کو سیاست سے زیادہ قرآن وسنت کی بالادستی کا معاملہ سمجھتے ہوئے علما کا ساتھ دے رہے ہیں۔ ارباب حکومت کو شاید یہ معلوم نہیں کہ قرآن وسنت کے احکام پر عمل نہ کرنا تو گناہ ہے، لیکن اس کا انکار کرنا یا تبدیل کرنا گناہ سے بڑھ کر کفر کی حدود کو چھوتا ہے۔

مغلیہ دور میں اکبر بادشاہ نے بھی دینِ اکبری کے نام سے ایک نیا دین ایجاد کیا تھا، مگر نہ اکبر رہا نہ اس کا دینِ اکبری۔ اسلام اسی طرح اپنی تابانی سے چمک رہا ہے۔ حکمران طبقہ امریکا کی رضامندی کے لیے اتنا آگے نہ جائے کہ اسلام کے قوانین کو سرے سے تبدیل کر دیا جائے۔ یہ کفریہ طاقتیں کبھی بھی ہم سے خوش نہیں ہوسکتیں۔ ان کے مطالبات روز بروز بڑھتے جائیں گے۔ (ق) لیگ کے سربراہ چودھری شجاعت حسین پر سب سے زیادہ ذمہ داری ہے۔ ان کو اپنے والد مرحوم چودھری ظہور الٰہی کے جرأت مندانہ اقدامات کی پیروی کرنی چاہیے۔ مجھے یاد ہے کہ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دور میں جب قومی اسمبلی میں مسئلہ ختم نبوت پیش تھا اور قادیانیوں کے کفر کا سلسلہ زور وشور پر تھا تو مولانا یوسف بنوری، مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہم اللہ اور شاہ احمد نورانی صاحب کی موجودگی میں چودھری ظہور الٰہی صاحب مرحوم کی چوڑ ہڑپال (راولپنڈی) والی کوٹھی میں کئی ہفتے میٹنگ چلتی رہی اور ''قادیانیت پر ملت اسلامیہ کا مؤقف'' کتاب کی ترتیب اس کوٹھی میں ہوئی۔ چودھری شجاعت حسین صاحب اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس نازک موقع پر اسلامی حدود کو امریکا کی خواہش پر بلڈوز کرنے کی بجائے قوانین شریعت کی حفاظت کے لیے ڈٹ جائیں۔

یہ اقتدار آنی جانی چیز ہے۔ اگر حدود آرڈیننس تبدیل کر کے معاشرہ فحاشی کے دلدل میں پھنسا دیا گیا تو مستقبل میں ان جرائم اور بدکاریوں کی ذمہ داری تحفظ حقوق نسواں بل پاس کرنے والوں پر ہوگی۔ حدود اللہ کی تبدیلی کی وعید اور سزاؤں کا ذکر قرآن میں بار بار فرمایا گیا ہے۔ حدود اللہ میں تبدیلی غضب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ اللہ ہمیں اس گناہ عظیم میں کسی بھی قسم کی معاونت سے محفوظ رکھے اور حدود آرڈیننس میں ہونے والی کسی بھی قسم کی تبدیلی کے خلاف ڈٹ جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

لوگوں کو معاف کرنے والے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

''روز قیامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی پکارے گا کہ جن لوگوں کی امانت اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے وہ لوگ کھڑے ہو جائیں، چناں چہ لوگوں کو معاف کرنے والے اور ان کی غلطیوں سے درگزر کرنے والوں کی ایک جماعت کھڑی ہوگی، ان سب کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے خصوصی انعام وبدلہ عطا فرمائیں گے اور پھر سب کو جنت میں داخل کریں گے۔''

﴿احیاء العلوم﴾